محدّث العصر مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی

محدث العصر مولانا حبیب الرحمن الاعظمی عرصہ سے موت و حیات کی کشمکش میں گرفتار تھے ' راقم 23 فروری کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا مختار احمد ندوی حفظہ اللہ کی دعوت پر کلیتہ فاطمتہ الزہرا کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے مئو گیا تو مولانا الاعظمی کی عیادت کے لئے بھی حاضر ہوا لیکن ڈاکٹروں نے ملنے جلنے پر سخت پابندی لگا رکھی تھی ' میری خواہش پر صاحب زادہ محترم مولانا رشید احمد صاحب نے دید و زیارت کا موقع مہیا کر دیا لیکن اس وقت محدث کبیر نہ بات چیت کرتے تھے اور نہ آنکھیں کھولتے تھے ' چند روز بعد مولانا رشید احمد صاحب نے خط سے اطلاع دی کہ اب بھی وہی کیفیت ہے بلکہ صحت مزید خراب ہوتی جا رہی ہے ' میں پھر عیادت کے لئے جانا چاہتا تھا کہ 11 رمضان المبارک کو حادثہ جانکاہ کی اطلاع آ گئی - **انا للہ وانا الیہ راجعون** -

محدث العصر نے طویل عمر پائی اور مصروف علمی زندگی گزاری' وہ 1319ھ میں پیدا ہوئے' اختر حسن تاریخی نام تھا - گھریلو تعلیم کے بعد انہوں نے مئو سے ملحق قصبہ بہادر گنج کے مدرسہ میں داخلہ لیا جہاں مولانا عبدالغفار عراقی کے بھائی مولانا ابوالحسن عراقی سے کسب فیض کرنے کے بعد مظہر العلوم بنارس میں داخلہ لیا' حصول تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند کا سفر دوبار کیا مگر دونوں بار طبیعت خراب ہو جانے کی وجہ سے واپس چلے آئے اور دارالعلوم مئو ہی میں مولانا کریم بخش سنبھلی کی خدمت میں رہ کر دورہ حدیث مکمل کیا - فراغت کے بعد یہیں درس و تدریس کی خدمت پر مامور ہو گئے' پھر مئو کے دوسرے بڑے مدرسہ جامعہ مفتاح العلوم سے وابستہ ہوئے اور اس کے صدر مدرس بھی رہے ' یہاں سے علیحدہ ہوئے تو خود المعہدالعالی مرقاۃ العلوم کی داغ بیل ڈالی جو اب مئو کے بڑے مدرسوں کی صف میں آ گیا ہے-

مولانا کا اصل مشغلہ درس و تدریس تھا' ان کے بے شمار تلامذہ اس برصغیر میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں مولانا محمد منظور نعمانی اڈیٹر الفرقان اور مفتی ظفیرالدین صاحب بھی ہیں - تاہم تحریر و تصنیف کا کام بھی وہ برابر انجام دیتے رہے اور انہیں اس کا اچھا سلیقہ اور عمدہ ذوق تھا - حدیث و اسماء الرجال ان کا خاص فن تھا اور اس پر ان کی نظر بڑی گہری تھی ' مخطوطات سے بھی انہیں بڑا شغف تھا' ان کا مہتم بالشان کارنامہ احادیث کی بہت سی ان نادر کتابوں کی اشاعت ہے جو مخطوطہ ہونے کی بنا پر اہل علم کی دسترس سے باہر تھیں - مولانا نے ان کو ان کے مختلف نسخوں کی مدد سے مقابلہ' تصحیح و تعلیق اور مفید حواشی کے ساتھ شائع کر کے اصحاب علم و تحقیق پر بڑا احسان کیا' انہوں نے جن کتابوں کو اڈیٹ کیا ہے ان پر عالمانہ مقدمے بھی لکھے ہیں جن میں مصنف کے حالات و کمالات کے علاوہ ان موضوعات

پر پہلے اور بعد میں لکھی جانے والی کتابوں کا تذکرہ کر کے زیر اشاعت کتاب کی اہمیت و عظمت دکھائی ہے، حواشی و تعلیقات میں مختلف نسخوں کے فرق و اختلاف اور متن میں درج آیتوں اور حدیثوں کی تخریج، رجال و اسناد کی تحقیق، مشکل و غریب الفاظ اور مشکلات حدیث کی تشریح کی گئی ہے، دوسری مشہور و متداول کتابوں کی حدیثوں سے زیر نظر کتابوں کی مطابقت یا اختلاف کو ظاہر کر کے ان کی صحت و خطا کا فیصلہ کیا ہے، شروع میں مخطوطہ کے بعض صفحوں کا عکسی فوٹو اور متعدد فہرستیں دے کر استفادہ و مراجعت کو آسان کر دیا ہے، اس طرح کی جو کتابیں مرتب کی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

مسند حمیدی، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، کتاب السنن (حافظ سعید بن منصور) کتاب الزہد و الرقائق (عبداللہ بن مبارک) مجمع بحارالانوار (ملا محمد بن طاہر پٹنی) الحاوی علی رجال الطحاوی وغیرہ
-

آخر الذکر رجال طحاوی پر خود مولانا کی بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف ہے - اردو میں بھی مولانا کی متعدد تصانیف ہیں جو اکثر رد و مناظرہ میں ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں -

(1) اعیان الحجاج (دو جلدیں) (2) نصرۃ الحدیث (3) الاعلام المرفوعہ (4) رکعات تراویح -

مولانا سلیس، شگفتہ، پرمغز اور حشو و زوائد سے پاک اردو لکھتے تھے جو ماقل و مادل کا نمونہ ہوتی تھی،

مستقل کتابوں کے علاوہ انھوں نے معارف اور برہان میں متعدد محققانہ مضامین بھی لکھے ہیں - ان میں سے اکثر میں کسی مصنف یا مقالہ نگار کی فروگزاشتوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ بڑے بیش قیمت ہیں جن سے علمی و تحقیقی کام کرنے والے بے نیاز نہیں ہو سکتے اس لئے معارف میں چھپنے والے ان کے مضامین کی ایک فہرست دی جاتی ہے -

جواد ساباط (جلد 21 عدد 4) دو متبرک اجازت نامے (جلد 40 عدد 6) تخریج زیلعی (جلد 46 عدد 1) الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ (جلد 66 عدد 2) مبارق الازہار کس کی تصنیف ہے (جلد 73 عدد 1) پورب کی چند برگزیدہ ہستیاں (جلد 74 عدد 4 و 5) قاضی رشید بن زبیر غسانی، اسوانی مصری مصنف الذخائر و التحف (جلد 87 عدد 6) دیور و مشائخ دیور (جلد 96 عدد 4) ابوعبید کی غریب الحدیث (جلد 100 عدد 4) غریب الحدیث (جلد 101 عدد 2) فہرست مخطوطات عربیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور (جلد 123 عدد 4)

مولانا متبحر عالم اور بلند پایہ محدث تھے اور اس حیثیت سے ہندوستان ہی نہیں بلکہ عرب ملکوں میں بھی وہ بے نظیر تھے، فقہ حنفی پر بھی ان کی وسیع نظر تھی جس کی تائید و حمایت میں پیش پیش رہتے تھے
-

لگن اور خاموشی سے علم و مذہب کی خدمت ہی مولانا کا مشن تھا اور اسی سے ان کو طبعا مناسبت

بھی تھی لیکن ان کا رجحان آزادی و اتحاد کی تحریک کی طرف رہا اور وہ کانگریس اور جمعیت علمائے ہند سے عملاً وابستہ بھی تھے' 1952ء میں مئو کے حلقہ سے کانگریس نے انہیں اسمبلی کے لئے اپنا امیدوار بنایا جس میں وہ کامیاب ہوئے اس زمانہ میں اسمبلی کی ممبری باوقار سمجھی جاتی تھی تاہم مولانا جیسے علمی آدمی کو اس سے کوئی مناسبت نہیں تھی اس لئے ان کا زیادہ وقت ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں گزرتا تھا اس سے فائدہ اٹھا کر ندوہ کے ارکان نے انہیں درس حدیث کی خدمت تفویض کر دی جس کو وہ بلا معاوضہ انجام دیتے رہے - مگر دوبارہ انتخاب میں امیدوار ہونا پسند نہیں کیا' مولانا کی طویل علمی و تحقیقی خدمات کے صلہ میں حکومت ہند نے 1984ء میں انہیں صدر جمہوریہ کا ایوارڈ عطا کیا تھا۔

سیاست میں مولانا حسین احمد مدنی کے مسلک سے قریب ہونے کی بنا پر مولانا اسعد مدنی سے بھی ان کو عزیزانہ تعلق تھا' چند برس قبل امارت شرعیہ ہند نے ان کو امیرالہند منتخب کیا تھا' بیعت و اجازت کا تعلق حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا' مولانا محمد احمد پرتا بگڈھی سے بھی ان کے دوستانہ تعلقات تھے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کے فضل و کمال کے معترف تھے' دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے رکن تھے' مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ان کے بڑے عظمت شناس تھے' دارالمصنفین آتے تو مولانا سے ملاقات کے لئے مئو بھی تشریف لے جاتے - شروع ہی میں مولانا اعظمی کا تعلق دارالمصنفین سے بھی تھا جو آخر تک قائم رہا' حضرت سید صاحب ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے اور اپنی بعض تحریروں کو اشاعت سے پہلے ان کے پاس بھیجتے اور ان کے مشورے کے مطابق ان میں ردوبدل فرماتے - مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم بھی ان کا بڑا اکرام کرتے - چند برس قبل ان کو دارالمصنفین کی وقف کمیٹی کی رکنیت میں پیش کی گئی تو انہوں نے اس کو بخوشی منظور کر لیا۔

مولانا اس برصغیر ہی نہیں پوری اسلامی دنیا میں اپنے علمی و دینی کارناموں کی وجہ سے مشہور و مقبول تھے' انہوں نے کئی مسلم ملکوں کا علمی سفر بھی کیا تھا - عرب ممالک کے ممتاز فضلا سے ان کے روابط تھے' شیخ عبدالفتاح غدہ ان کے بڑے مداح تھے' شیخ نذیر حسین مدیر اردو انسائیکلوپیڈیا لاہور بھی ان کے بڑے قدردان تھے' ایک دفعہ وہ دارالمصنفین تشریف لائے تو مولانا سے ملنے مئو بھی گئے۔

اپنے وطن میں مولانا کو جو مقبولیت حاصل تھی اس کا اندازہ ان کے جنازہ سے ہوا جس میں شرکت کے لئے دارالمصنفین سے راقم اپنے رفیق کار مولوی محمد عارف عمری اور مولوی احتشام علی ندوی کے ساتھ گیا تھا' مئو کے ہر گلی کوچہ میں آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے' ہم لوگ بڑی زحمت سے مولانا کی قیام گاہ (پٹھان ٹولہ) پہنچے لیکن دید و زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے - ریلوے کے بڑے اور وسیع میدان میں جنازہ کی نماز کا اہتمام کیا گیا تھا' مولانا ہی کے ایک ہم نام اور اپنے اہل تعلق مولوی حبیب الرحمن ندوی کی معیت میں ریلوے میدان گئے' جہاں اتنے لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی جن کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا البتہ بعض لوگوں کو جب یہ کہتے سنا کہ مئو میں ابھی تک کسی کے جنازہ میں نہ

— بقیہ ص۳۹ پر —

رُوح افزا

خاص افادیت کا حامل حقیقی مشروب

- رُوح افزا نہ تو کوئی نیا نام ہے اور نہ ہی اس کی تاثیر کے بارے میں دعوے نئے ہیں۔ تقریباً ایک صدی سے رُوح افزا کے خریدار جانتے ہیں کہ اس کے خالص قدرتی اجزا انسانی جسم کے لیے خاص افادیت کے حامل ہیں۔
- رُوح افزا کا فارمولا برسوں کی تحقیق اور تجربات کے بعد پھلوں پھولوں، سبزیوں اور فرحت بخش خواص رکھنے والی جڑی بوٹیوں سے ترتیب دیا گیا ہے۔
- رُوح افزا گرمی، لُو اور حبس کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے، پیاس بجھاتا ہے، جسم کو فوری توانائی بخشتا ہے اور آپ کو تازہ دم کر دیتا ہے۔
- رُوح افزا محض پانی، مٹھاس، رنگ اور خوشبو کا مرکّب نہیں بلکہ ایک حقیقی مشروب ہے جو بازار میں پائے جانے والے دوسرے تمام شربتوں سے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ بہتر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رُوح افزا کی پسندیدگی نسل در نسل منتقل ہو رہی ہے۔

رنگ، خوشبو، ذائقہ، تاثیر
اور معیار میں بے مثال

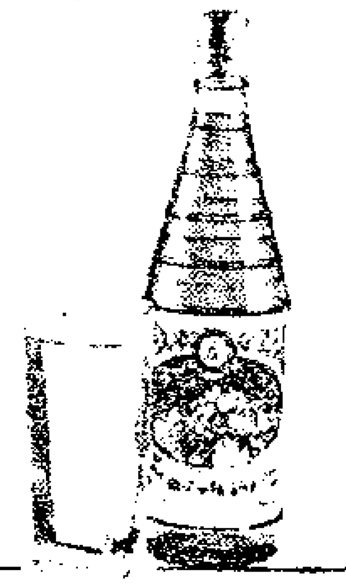

رُوح افزا
مشروبِ مشرق

ہمدرد